آئی ٹی کارنر

وہ کہاں گیا تھا؟

تحریر : ڈاکٹر سائرہ بانو

جنرل سیکریٹری کوآرڈی نیشن گروپ

آج عدنان پھر صبح سے غائب تھا۔ اسکول کی چھٹیاں چل رہی تھیں ایسے میں اسے گھر پر ہونا چاہیے تھا مگر وہ نہ جانے سارا دن آوارہ گردی کرتا رہتا تھا کہ اکثر شام کو گھر واپس آتا تھا۔ پھر کھانا کھا کر وہ دوبارہ باہر نکل جاتا تو رات دس بجے سے پہلے اس کی واپسی نہیں ہوتی تھی۔ جن دنوں اسکول کھلے ہوتے تھے ان دنوں بھی اس کا یہی معمول تھا۔ دوپہر تک بمشکل اسکول میں رکتا تھا وہاں سے گھر آتا الٹا سیدھا کھانا کھاتا اور دوبارہ چل دیتا۔ اس کی امی ابو اس کی ان حرکتوں سے عاجز آچکے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں اپنے بیٹے کو کس طرح سنبھالیں۔ اسے آوارہ گردی سے کیسے بچائیں۔ ''شکیلہ!'' ایک روز عدنان کے ابو سمیع صاحب نے اپنی بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''آخر ہمیں یہ تو پتا چلے کہ ہمارا بیٹا اسکول کے علاوہ کہاں جاتا ہے، کس سے ملتا ہے، کن لوگوں کے ساتھ وقت گزارتا ہے۔ اس کی کھوج لگاؤ۔ اس کا پیچھا کرو... تم اس کی ماں ہو۔''

''میں ماں ہوں تو آپ بھی باپ ہیں۔'' شکیلہ بیگم نے ناگواری سے کہا ''عدنان صرف میری ہی نہیں بلکہ آپ کی بھی ذمے داری ہے۔ اگر آپ اس پر توجہ نہیں دیں گی، اس کی مصروفیات پر نظر نہیں رکھیں گے تو اور کون رکھے گا۔ بڑی حیرت کی بات ہے کہ آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں اس کا کھوج لگاؤں، اس کا پیچھا کروں؟''

''تمہاری بات بھی ٹھیک ہے۔'' سمیع صاحب نے بے چارگی کے عالم میں اپنی بیوی شکیلہ کی طرف دیکھا ''مگر میں کیا کروں؟ صبح سے شام تک نوکری کرتا ہوں اس کے بعد دوسری جگہ اوور ٹائم کرتا ہوں۔ نہ کروں تو گھر کیسے چلے؟'' سمیع صاحب اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہوگئے۔

''ہوں...'' شکیلہ بیگم نے اپنے شوہر کی بات پر ہنکارہ بھرا۔ ''ٹھیک ہے میں دیکھتی ہوں... معلوم کرتی ہوں کہ ہمارا بچہ کہاں جاتا ہے...''

دوسرے روز شکیلہ بیگم اپنی پڑوسن خالہ حمیرا کے ساتھ گھر سے نکلیں۔ انہوں نے خالہ حمیرا کو عدنان کے بارے میں مختصر بتا دیا تھا جسے سن کر خالہ حمیرا نے ایسی ایسی خوفناک باتیں کیں کہ شکیلہ بیگم کا دل لرزنے لگا، وہ واقعی اپنے بیٹے کے لئے فکر مند ہوگئیں۔ خالہ حمیرا کا کہنا تھا کہ عدنان برے اور آوارہ لڑکوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے لگا ہے۔ وہ لوگ چرس اور ہیروئن کا نشہ کرتے ہوں گے اور ڈاکے بھی مارتے ہوں گے۔ ایسے لوگ دوسروں کا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ان کی نظر میں انسانی جان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ خالہ حمیرا نے شکیلہ بیگم کو اس قدر دہلایا کہ ان کی حالت غیر ہوگئی مگر وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر ان کے ساتھ اپنے بیٹے کی تلاش میں ماری ماری پھرتی رہیں۔ دو تین گھنٹے کے مسلسل کوششوں کے بعد آخر کار عدنان کا پتا چل گیا۔ وہ اپنے ایک دوست فرید کے گھر پر تھا۔ یہ بات عدنان کے ایک دوسرے دوست شہنشاہ نے بتائی تھی جو ایک آدھ بار عدنان سے ملنے اس کے گھر آیا تھا۔ اس لیے شکیلہ بیگم اسے پہچان گئیں۔

''آنٹی! عدنان میرے ساتھ فرید کے گھر گیا تھا۔ وہ ابھی تک وہیں ہے مگر میں آگیا۔'' شہنشاہ نے کہا۔

''وہ وہاں کیا کر رہا ہے؟'' شکیلہ بیگم نے سوال کیا۔

''ہم تینوں وہاں پڑھ رہے تھے۔'' شہنشاہ نے بتایا۔

اس دوران خالہ حمیرا شہنشاہ کو گھورتی رہیں جیسے اس نے کوئی بڑا جرم کیا ہو یا ڈاکہ مارا ہو۔

''اپنے گھر میں پڑھتے ہیں یا دوسروں کے گھر جا کر پڑھتے ہیں؟'' خالہ حمیرا نے ناگواری سے کہا۔

آنٹی! نہ عدنان کے پاس انٹرنیٹ ہے اور نہ میرے پاس‘‘۔ شہنشاہ نے کہا۔ ’’جبکہ فرید کے پاس انٹرنیٹ ہے یہ تو اس ’’
‘ ‘ کی مہربانی ہے کہ وہ ہم دونوں کو اپنے گھر بلایاہے ورنہ ہم کہاں جاتی؟

بیٹا! یہ فرید کہاں رہتا ہی؟ اس کا گھر کونسا ہی؟‘‘ شکیلہ بیگم نے شہنشاہ سے سوال کیا۔’’

v

آنٹی...وہ...‘‘ اس کے بعد شہنشاہ نے شکیلہ بیگم کو فرید کے گھر کا پتا بتا دیا۔ پھر آخر میں کہا: ’’آنٹی اگر آپ فرید ’’
کے گھر جانا چاہتی ہیں تو ضرور جائیں، آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گی کہ وہ اور فرید وہاں وقت ضائع نہیں کر رہے بلکہ پڑھ رہے ہیں، محنت کر رہے ہیں۔ آپ نہ پریشان ہوں اور نہ ہی کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوں۔ آپ کا بیٹا بہت اچھا ہی۔ وہ دن رات محنت کرتا ہی۔ وہ پڑھ لکھ کر کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ اپنے والدین کی امیدوں پر پورا اتر سکی۔ اگر آپ کے گھر میں انٹرنیٹ کی سہولت ہوتی تو وہ کبھی فرید کے گھر نہ جاتا۔ مگر وہ مجبور ہی۔ اسے اپنے گھر کے مالی حالات کا علم ہی۔ وہ اپنے والدین پر مزید کوئی بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا۔ اسی لئے فرید کے گھر چلا جاتا ہے اور وہاں ہم تینوں مل کر پڑھتے ہیں۔‘‘ یہ کہہ کر شہنشاہ ایک لمحے کو رکا پھر اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا: ’’آنٹی! آپ کا بیٹا بہت اچھا ہی... کمپیوٹر اور انٹرنیٹ میں تو اسے بڑی مہارت حاصل ہی۔ میں اور فرید اسی سے سیکھتے ہیں اور ہم دونوں سے اس شعبے میں بہت آگے ہی۔ آنٹی! اسے ہمارے ہاں آنے سے مت روکیے گا ورنہ ہمارے لئے بڑی پریشانی کھڑی ہو جائے گی۔ ہم کس سے مدد لیں گی؟ ہمارا کام ادھورا رہ جائے گا اور اس صورت میں ہمیں کسی نہ کسی کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لینا پڑے گا۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ نقصان آپ کے اپنے بیٹے عدنان کا ہوگا۔ وہ کہاں جائے گا اس کی انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم تو ادھوری رہ جائے گی۔‘‘ یہ کہہ کر شہنشاہ سلام کر کے آگے بڑھ گیا اور شکیلہ بیگم کھڑی کی کھڑی رہ گئیں۔

ائے شکیلہ... آئو چل کر اس لڑکے فرید کو دیکھتے ہیں...‘‘ خالہ حمیرا نے کہا تو شکیلا بیگم نے انکار میں سر ہلا ’’
’’دیا اور اپنے گھر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ ’’نہیں خالہ! آئیں گھر چلیں۔

اور خالہ حمیرا بڑبڑاتی ہوئی ان کے ساتھ چل پڑیں مگر شکیلہ بیگم نے ان کی بڑبڑاہٹ کا کوئی اثر نہیں لیا۔ گھر پہنچ کر شکیلہ بیگم نے سب سے پہلے خدا کا شکر ادا کیا کہ ان کا بیٹا صحیح سمت میں جا رہا تھا۔ وہ اپنے ماں باپ کی خواہش کی تکمیل کے لئے دن رات محنت کر رہا تھا۔

شام کو جب عدنان کے ابو اور شکیلہ بیگم کے شوہر سمیع صاحب گھر آئے تو اپنی بیوی کو مطمئن و مسرور دیکھ کر حیران رہ گئی۔ انہوں نے کئی روز اور اپنی بیوی کو خوش دیکھا تھا اس لئے حیران رہے تھی۔

کیا بات ہی؟ بہت خوش نظر آرہی ہو؟‘‘ سمیع صاحب نے بیوی سے دریافت کیا۔’’

جواب میں شکیلہ بیگم نے آج کی پوری کہانی سنا دی کہ وہ کس طرح خالہ حمیرا کے ساتھ عدنان کی تلاش میں گئی تھیں اور کس طرح اس کے ایک دوست شہنشاہ نے بتایا کہ وہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر کام کرنے اپنے دوست فرید کے گھر جاتا ہی۔

خدا کا شکر ہے شکیلہ کہ ہمارا بیٹا صحیح سمت میں گامزن ہی۔‘‘ پوری بات سننے کے بعد سمیع صاحب نے کہا۔’’

ہاں ہم خواہ مخواہ اپنے بچے پر شک کر رہے تھی۔‘‘ شکیلہ بیگم نے کہا۔ ’’میں خود حیران تھی کہ میری تربیت میں ’’
’’آخر کیا کمی رہ گئی کہ عدنان غلط راستے پر چل نکلا۔

اور ہم نے اسے ہمیشہ اچھی تربیت دی، حلال روزی کھائی...‘‘ سمیع صاحب نے کہا ’’ایسے میں ہمارے بیٹے کے ’’
’’بگڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مجھے اپنے بیٹے پر فخر ہی۔‘‘ شکیلہ بیگم کی آنکھوں میں پیار امڈ آیا تھا۔’’

تھوڑی دیر بعد ہی عدنان آگیا۔ دونوں ماں باپ نے آج اپنے بیٹے کا بڑے پیار سے استقبال کیا۔ اس کے ساتھ بہت سی باتیں کیں۔ اس سے آئی ٹی انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کے بارے میں کئی سوالا ت کیے۔ جن کے عدنان نے تسلی بخش جواب دیئے اور اپنے ماں باپ کو اکیسویں صدی کی اس زبان کے بارے میں ڈھیروں معلومات فراہم کی۔ اس نے آخر میں کہا:

’’ امی ابو! آئی ٹی وہ چیز ہے جس کے بغیر اب کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ یہ ہماری زندگی میں ایک لازمی جز کی حیثیت سے شامل ہو چکا ہی۔‘‘

’’ ٹھیک ہے بیٹا! میں کوشش کروں گا کہ ہم بھی قسطوں پر ایک کمپیوٹر حاصل کر لیں اور انٹرنیٹ بھی لگوائیں تاکہ تمہارے ساتھ ہم بھی اس سے فیض یاب ہوسکیں۔‘‘ سمیع صاحب نے کہا تو عدنان کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔

****